

شعبہ تعلیم: الجنة امام اللہ برطانیہ

حصہ علمی نصاب برائے مہینہ جولائی 2022

سبق کے مقاصد:

- * حصہ تاریخ اسلام میں سے واقعات پر تبصرہ کریں۔
- * خطبہ جمعہ سے تاریخ احمدیت کے اہم واقعات کو سمجھنا۔

تاریخ اسلام : سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنف حضرت مرا بشیر احمد صاحبؒ ایم اے (جلد دوم، حصہ نهم) بنو قریطہ کی غداری اور مدینہ میں یہود کا خاتمه۔ قانون شادی و طلاق (صفحہ 674 - 695)

غزوہ بنو قریطہ ذوق عدہ 5 ہجری مطابق مارچ واپریل 627ء:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہو کر شہر میں واپس تشریف لائے تو۔۔۔ آپ کو خدا کی طرف سے کشفی رنگ میں یہ بتا یا گیا کہ جب تک بنو قریطہ کی غداری اور بغاوت کا فیصلہ نہ ہو جاتا آپ کو ہتھیار نہیں اتنا نے چاہیے تھے۔۔۔ اس پر آپ نے صحابہ میں عام اعلان کروادیا کہ سب لوگ بنو قریطہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز عصر وہیں پہنچ کر ادا کی جاوے۔۔۔ غرض آپ آگے بڑھے اور بنو قریطہ کے ایک کنوئیں پر پہنچ کر ڈیرہ ڈال دیا۔۔۔ آخر جب بنو قریطہ محاصرہ کی سختی سے تنگ آگئے تو۔۔۔ بنو قریطہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کو اپنا حکم مانتے ہیں۔ جو فیصلہ بھی وہ ہمارے متعلق کریں وہ ہمیں منظور ہوگا۔۔۔

۔۔۔ سعد نے اپنا فیصلہ سنایا جو یہ تھا کہ "بنو قریطہ کے مقاتل یعنی جنگجو لوگ قتل کر دئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کرنے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دئے جائیں۔" آنحضرت ﷺ نے یہ فیصلہ سناتو بے ساختہ فرمایا۔۔۔ یعنی "تمہارا یہ فیصلہ ایک خدائی تقدیر ہے۔" جوڑل نہیں سکتی۔۔۔

دوسرے دن صبح کو سعد بن معاذ کے فیصلہ کا اجراء ہونا تھا۔۔۔ آپ نے بقاۓ رحم یہ بھی حکم صادر فرمایا کہ مجرموں کو ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ قتل کیا جاوے۔ یعنی ایک کے قتل کے وقت دوسرے مجرم پاس موجود نہ ہوں۔ چنانچہ ایک ایک مجرم کو الگ الگ لا لیا گیا۔ اور بموجب فیصلہ سعد بن معاذ قتل کیا گیا۔

ریحانہ کا غلط واقعہ

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ بنو قریطہ کے قیدیوں میں ایک عورت ریحانہ تھی جسے آنحضرتؐ نے لونڈی کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا تھا اور اسی روایت کی بنا پر سر ولیم میور نے اس موقع پر آنحضرت ﷺ کے خلاف نہایت دلآزار طعن کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔۔۔ موقع پر بخاری کی روایت میں اس کا ذکر ہونا چاہئے تھا مگر بخاری میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔۔۔ لیکن اگر یہ تسلیم بھی کیا جاوے کہ ریحانہ کو آنحضرت ﷺ نے خود اپنی سر پرستی میں لے لیا تھا تو بھی یقیناً وہ آپ کی بیوی تھی نہ کہ

لوئڈی۔ --- چنانچہ ابن سعد نے ایک روایت خود ریحانہ کی زبانی تقلیل کی ہے جس میں وہ بیان کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا تھا اور پھر میرے مسلمان ہو جانے پر میرے ساتھ شادی فرمائی تھی اور میرا محبر بارہ اوقیٰ مقرر رہا تھا اور ابن سعد نے اس روایت کے مقابلہ میں اس دوسری روایت کو جس پر سرو لیم میور نے بنیاد رکھی ہے صراحت کے ساتھ غلط واقعہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہی اہل علم کی تحقیق ہے۔ ---

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ریحانہ کے نام اور حسب نسب اور قبیلہ وغیرہ کے متعلق روایات میں اس قدر اختلاف ہے کہ اس کے وجود ہی کے متعلق شبہ کرنا غالباً غیر معقول نہیں سمجھا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ اس بات کو مد نظر رکھا جاوے کہ اسے ایک ایسے شخص کی بیوی کہا جاتا ہے جو دنیا میں یقیناً سب سے زیادہ تاریخی شخص ہے واللہ عالم۔

بنو قریطہ کا واقعہ اور غیر مسلم مؤرخین

بنو قریطہ کے واقعہ کے متعلق بعض غیر مسلم مؤرخین نے نہایت ناگوار طریقے پر آنحضرت ﷺ کے خلاف حملہ کئے ہیں اور ان کم و بیش چار سو یہودیوں کی سزا نے قتل کی وجہ سے آپ کو نعوذ باللہ ظالم و سفاک فرمانروای کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ ---

اس اعتراض کے جواب میں اول تو یہ بات رکھنی چاہئے کہ بنو قریطہ کے متعلق جس فیصلہ کو ظالمانہ کہا جاتا ہے وہ سعد بن معاذ کا فیصلہ تھا --- دوم یہ فیصلہ حالات پیش آمدہ کے ماتحت ہرگز غلط اور ظالمانہ نہیں تھا جیسا کہ ابھی ثابت کیا جائے گا۔ سوم یہ کہ اس عہد کی وجہ سے جو سعد نے فیصلہ کے اعلان سے قبل آپ سے لیا تھا آپ اس بات کے پابند تھے کہ بہر حال اس کے مطابق عمل کرتے۔ چہارم یہ کہ کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے جو اس نے قتل کئے جانے کے وقت کہے تو اس صورت میں آپ کا یہ کام نہیں تھا کہ خواہ خواہ اس میں دخل دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ---

پس نہ صرف یہ کہ بنو قریطہ کے واقعہ کے متعلق آنحضرت ﷺ پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا بلکہ حق یہ ہے کہ واقعہ آپ کے اخلاق فاضلہ اور حسن انتظام اور آپ کے فطری حرم و کرم کا ایک نہایت بین ہوت ہے۔ اب رہا اصل فیصلہ کا سوال۔ --- اس میں ہرگز کسی قسم کے ظلم و تعدی کا دخل نہیں تھا بلکہ وہ عین عدل و انصاف پر مبنی تھا۔ ---

--- چنانچہ مسٹر مارگولیس صاحب لکھتے ہیں کہ: "غزوہ احزاب کا حملہ جس کے متعلق محمد صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ محض خدائی تصرفات کے ماتحت پسپا ہوا وہ بنو نصری ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا یا کم از کم یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور بنو نصری وہ تھے جنہیں محمد صاحب نے صرف جلاوطن کر دینے پر اکتفا کی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ کیا محمد صاحب بنو قریطہ کو بھی جلاوطن کر کے اپنے خلاف اشتعال انگیز کوششوں کرنے والوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیں؟ دوسری طرف وہ قوم مدینہ میں بھی نہیں رہنے دی جاسکتی تھی جس نے اس طرح بر ملا طور پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ ان کا جلاوطن کرنا غیر محفوظ تھا مگر ان کا مدنیہ میں رہنا بھی خطرناک تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا کہ ان کے قتل کا حکم دیا جاتا۔"

انصار کے رئیس اعظم کی وفات اور نعماء جنت کی حقیقت

حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس قبیلہ اوس کی کلائی میں جو زخم غزوہ خندق کے موقع پر آیا تھا وہ باوجود بہت علاج معالجہ کے اچھا ہونے میں آتا تھا اور مندل ہو ہو کر پھر کھل کھل جاتا تھا۔ چونکہ وہ ایک بہت محلص صحابی تھے اور آنحضرت ﷺ کو ان کی تیارداری کا خاص خیال تھا۔۔۔ مگر باوجود اس غیر معمولی توجہ کے سعدؓ کی حالت رو بے اصلاح نہ ہوئی۔۔۔ انہی ایام میں ایک رات سعدؓ نے نہایت گریدے وزاری سے یہ دعا کی کہ "اے میرے مولا تو جانتا ہے کہ میرے دل میں یہ خواہش کس طرح بھری ہوئی ہے کہ اس قوم کے مقابل میں تیرے دین کی حفاظت کے لئے جہاد کروں جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور اسے اس کے وطن سے نکال دیا۔ اے میرے آقا! میرے خیال میں اب ہمارے اور قریش کے درمیان اڑائی کا خاتمہ ہو چکا ہے، لیکن اگر تیرے علم میں کوئی جنگ ابھی باقی ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں تیرے رستے میں ان کے ساتھ جہاد کروں لیکن اگر ان کے ساتھ ہماری جنگ ابھی ہے تو مجھے اب زندگی کی تمنا نہیں ہے مجھے اس شہادت کی موت مرنے دے۔" لکھا ہے کہ اسی رات سعدؓ کا خزم کھل گیا اور اس قدر خون بہا کہ خیمے سے باہر نکل آیا اور لوگ گھبرا کر خیمہ کے اندر ہو گئے تو سعدؓ کی حالت دگر گوں تھی آخر اسی حالت میں سعدؓ نے جان دے دی۔

۔۔۔ ایک عرصہ کے بعد جب آپ کو کسی جگہ سے کچھ رشتی پار چاٹ ہدیہ آئے تو بعض صحابہ نے انہیں دیکھ کر ان کی نرمی اور ملامت کا بڑے تعجب کے ساتھ ذکر کیا اور اسے ایک غیر معمولی چیز جانا۔ آپ نے فرمایا "کیا تم ان کی نرمی پر تعجب کرتے ہو۔ خدا کی قسم جنت میں سعد کی چادر میں ان سے بہت زیادہ نرم اور بہت زیادہ اچھی ہیں۔"

نعماء جنت کی حقیقت

آپ کا یہ کلام ایک استعارے کے رنگ میں تھا۔۔۔ چنانچہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ اصولی طور پر فرماتا ہے۔ [سورۃ اسجدۃ۔ آیت: 18] یعنی "کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا کہ نیک لوگوں کے اعمال کے بد لے میں ان کے لئے جنت میں کسی قسم کا آنکھ کی ٹھنڈک کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔" اور اس کی تفسیر میں حدیث میں آتا ہے۔۔۔ یعنی جنت کی نعمتیں ایسی ہیں کہ کسی انسان کی آنکھ نے انہیں نہیں دیکھا اور کبھی کسی انسان کے کان نے انہیں سنا اور نہ ان کا تصور کبھی کسی بشر کے دل میں گزر اہے۔۔۔ لیکن اس قدر بہر حال یقینی ہے کہ جنت کی سب نعمتیں خواہ وہ انسانی روح کے واسطے ہوں یا جسم کے لئے وہ خاص پاکیزگی اور طہارت پر مبنی ہیں اور ہر قسم کی بدی اور ناپاکی کے عنصر سے کلیتاً پاک ہیں کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ [سورۃ طور آیت 24] یعنی "جنت وہ مقام ہے کہ اس میں کوئی عنصر بے ہودگی اور بدی اور ناپاکی کا نہیں ہوگا۔"

تاریخ احمدیت : صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے حضرت مصلح موعودؑ کے بارہ میں روئیا

براہ کرم نوٹ کریں کہ مکمل طور پر سمجھنے اور مکمل فائدہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو خطبہ جمعہ سنا چاہیے۔

پیشگوئی مصلح موعود، حضرت خلیفۃ المسیح اثنی عشر کے عظیم الشان کارناموں کا مختصر تذکرہ

www.alislam.org/urdu/khutba/2014-02-21/ : زرائج

خطبہ جمعہ 21 فروری 2014ء فرمودہ حضرت مزام سرور احمد، خلیفۃ المسکن الحسینی مسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تَشَهِّدُ وَتَعُوذُ أَوْ سُورَةٌ فَاتِحَةٌ كَتْلَوْاتٍ كَبَعْدِ حَضُورِ انْوَرِ اپْدَهِ اللَّهُ تَعَالَى نَزَّلَ فِيمَا يَا:

— فرمایا: اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے۔ اور جیسا کہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سب پر ثابت کرنا تھا۔ یہاں بھی آپ اس پیشگوئی اور نشان کو پیش فرمائے کہ یہ نہیں فرمار ہے کہ یہ میری صداقت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ فرمایا کہ اس نشانِ آسمانی کو خدا نے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم، رَوْفُ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔

— اس پیشگوئی کے تحت جیسا کہ ہم جانتے ہیں 1889ء میں جنوری میں وہ موعود بیٹا پیدا ہوا جس نے اسلام کی برتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت کو قائم کرنے کے لئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے اور جن کا غیر وہ نہ بھی اعتراف کیا۔ — پس جیسا کہ میں نے کہا، یہ وہ خصوصیات ہیں جن کا حامل وہ بیٹا ہونا تھا اور ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ بیٹا پیدا ہوا اور 52 سال تک خلافت پر متمكن رہنے کے بعد اپنی خصوصیات کا لوہا دنیا سے منوا کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ —

-- حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب، لیکچر ز اور تقاریر کا مجموعہ "انوار العلوم" کے نام سے فضل عمر فاؤنڈیشن شائع کر رہی ہے۔
-- تو یہ آپ کے علمی کاموں کا ایک پلاکا سامعمنی خا کہ ہے، اور اگر ہر خطبے اور ہر تقریر کو سنیں، ہر لیکچر کو دیکھیں تو علم و عرفان کے ایسے موقت پر وئے ہوئے نظر آتے ہیں اور علم کی ایسی نہریں بہہ رہی ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

—حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی ایک دفعہ یہ تجربہ پیش کیا تھا اور انہوں نے ایک پہلو“ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا ” کو لے کے فرمایا تھا کہ اس میں ہی اتنی وسعت ہے کہ اس کو بیان کرتے چلے جائیں تو ختم نہیں ہو سکتا۔ — خلیفۃ ثالث فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور نے صرف قرآن کریم کی تفسیر پر ہی آٹھ، دس ہزار صفحات لکھے ہیں۔ اس وقت جو چھپی ہوئی صورت میں تفسیر کبیر کی دس جلدیں ہیں وہ تقریباً چھپھی ہزار صفحات بننے ہیں۔ —

--غرض حضور کے علوم ظاہری و باطنی سے پڑھونے کے متعلق ایک بڑی تفصیل ہے جس کے ہزاروں حصہ تک بھی ہم نہیں پہنچ سکتے۔
جیسا کہ حضرت خلیفۃ الرسالۃ نے فرمایا تھا کہ صرف تفسیر ہی حضرت مصلح مسعود کے مقام کو منوانے کے لئے بہت کافی ہے۔ یقیناً
ان تفاسیر نے قرآن کریم کو سمجھنے کا جو نیا انداز اور علوم و معارف کے گھرے راز کھولے ہیں، وہ ہمیشہ حضرت مصلح مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

حصہ رہیں گے۔

حضرت مصلح موعودؑ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا تذکرہ

ذرائع : www.alislam.org/urdu/khutba/2014-11-14

خطبہ جمعہ 14 نومبر 2014ء فرمودہ حضرت مز امر سرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج بھی میں حضرت مصلح موعودؑ کے بیان کردہ پچھو واقعات بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زندگی کے بھی بعض پہلوؤں میں ہوتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے بصیرت ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کی طرف (اشارہ کرتے ہوئے) کہ کس طرح وہ دعاوں کی ترغیب دیا کرتے تھے، بچپن میں ہی دعاوں کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے، encourage کیا کرتے تھے۔ ایک جگہ آپ بیان کرتے ہیں کہ : ”خدا کافرستادہ مسیح موعود علیہ السلام جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ۔۔۔ جس سے وعدہ تھا کہ میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا سوائے ان کے جو شر کاء کے متعلق ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ”ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ کے موقع پر مجھے جس کی عمر صرف نو سال کی تھی دعا کے لئے کہتا ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو نو سال کی عمر میں دعا کے لئے کہتے ہیں۔) گھر کے نو کروں اور نو کرائیوں کو بھی کہتے ہیں کہ دعائیں کرو۔ ۔۔۔

۔۔۔ دیوار کا ایک مقدمہ بڑا مشہور مقدمہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں لڑا گیا جس میں آپ کے خاندان کے مخالفین نے مسجد کے راستے پر دیوار کھڑی کر دی اور راستہ بند کر دیا۔ اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”۔۔۔ اسی طرح مجھے خوب یاد ہے کہ مسجد مبارک کے سامنے دیوار مخالفوں نے کھینچ دی تھی۔ بعض احمدیوں کو جوش بھی آیا اور انہوں نے دیوار کو گرا دینا چاہا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا کام سبیر کرنا اور قانون کی پابندی اختیار کرنا ہے۔ ۔۔۔

۔۔۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے ادب اور آپ کے مقام کا کس قدر لحاظ رکھتے تھے، خیال رکھتے تھے اور اس کے لئے کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ ۔۔۔ پس اسلامی آداب میں ہمیں بھی خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔۔۔

۔۔۔ ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”ہم بھی بچپن میں مختلف کھلیں کھیلا کرتے تھے۔ میں عموماً فٹبال کھیلا کرتا تھا۔ جب قادیانی میں بعض ایسے لوگ آگئے جو کرکٹ کے کھلاڑی تھے تو انہوں نے ایک کرکٹ ٹیم تیار کی،“ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ”ایک دن وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جاؤ حضرت صاحب سے عرض کرو کہ وہ بھی کھلینے کے لئے تشریف لائیں۔

چنانچہ میں اندر گیا۔ آپ اس وقت ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو آپ نے قلم نیچر کھدی اور فرمایا۔ تمہارا گلینڈ تو گراونڈ سے باہر نہیں جائے گا لیکن میں وہ کر کٹ کھیل رہا ہوں جس کا گلینڈ دنیا کے کناروں تک جائے گا۔ اب دیکھ لو کیا آپ کا گلینڈ دنیا کے کناروں تک پہنچا ہے یا نہیں۔ ---

پس ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے اور اکثر میں توجہ دلاتا بھی رہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور لقین میں بھی ہمیں دوسرے سے مختلف نظر آنا چاہئے اور بڑھے ہوئے ہونا چاہئے۔ عبادات میں بھی ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے۔ اعلیٰ معیاروں کو پانے کی کوشش کرنے والے بھی ہم دوسروں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں۔ اعلیٰ اخلاق میں بھی ہمیں امتیازی حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ قانون کی پابندی میں بھی ہم ایک مثال ہونے چاہئیں۔ غرض کہ ہر چیز میں ایک احمدی کو دوسروں سے ممتاز ہونے کی ضرورت ہے تھی، ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں بیعت سے صحیح فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے میں نے خود اپنے کانوں سے یہ مضمون بارہا سنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قسم کے ابتلاء کرتے ہیں۔ ایک تو وہ ابتلاء ہوتے ہیں جن میں بندے کو اختیار دیا جاتا ہے کہ تم اس میں اپنے آرام کے لئے خود کوئی تجویز کر سکتے ہو۔ چنانچہ اس کی مثال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے دیکھو! وضو بھی ایک ابتلاء ہے۔ --- فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو حکم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے وضو کرو۔ بسا اوقات جب نماز کا وقت ہوتا ہے اس وقت گرم پانی نہیں ہوتا یا بسا اوقات اسے گرم پانی میسر تو آسکتا ہے مگر اس وقت تیار نہیں ہوتا۔ پھر بسا اوقات اسے گرم پانی میسر بھی نہیں آسکتا۔ تجسس پانی ہوتا ہے اور اسی پانی سے اسے وضو کر کے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بھی ایک ابتلاء ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رکھ دیا۔ مگر فرمایا یہ ایسا ابتلاء ہے جس میں بندے کو اختیار دیا گیا ہے یعنی اسے اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ اگر پانی ٹھنڈا ہے تو گرم کر لے۔ گویا یہ ایک اختیاری ابتلاء ہے۔ ---